سوال

(116)حدیث کی تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مورخہ 30 شوال کے ''الاعتصام'' کے ص 16 پر(سنن ابی داوٌد بروایت ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حدیث مبارک کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا :

''جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں ۔''

کیا یہ حدیث واقعی صحیح ہے ؟ وضاحت طلب مسئلہ یہ ہے کہ دورحاضر میں دنیا کا کوئی حصہ شاید ایسا ہوگا ۔جہاں مسلمان نہ ہوں ۔اتنی بڑی مسلمانوں کی تعداد میں سے یہ بات قابل یقین ہے کہ کوئی بھی لمحہ ایسا نہ ہوگا جب بے شمار دفعہ درود شریف نہ پڑھا جاتا ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت قبر میں زندہ ہی رہے مگر اگر زندہ بھی ہوں تو بشری تقاضے کے تحت ساری دنیا کے مسلمانوں کے درود و سلام کا جواب کس انداز میں دیتے ہیں ۔کیونکہ یہ تو خدا ہی کا خاصہ ہے ۔کہ وہ تمام مخلوق کے سوال جواب کا حل کرسکتا ہے مگر انسانی فطرت کے لئے بعد از قیاس ہے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حدیث ہذا تصیح یا تحسین کی محتمل ہے ۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاذکار'' اور ''ریاض الصالحین'' میں اس پر صحت کا حکم لگایا ہے ۔(1) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ ''بان رواتہ ثقات ''یعنی حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں ۔اگرچہ بعض محدثین نے اس میں ایک راوی ابو صحز حمید بن زیاد میں کلام کیا ہے ۔لیکن فی الجملہ وہ قابل حجت ہے ۔حدیث کی صحت کی صورت میں موجود اشکال کا حل یوں ہے کہ امور آخرت کا ادراک عقل سے ممکن نہیں ہے برزخی احوال آخرت کے احوال سے زیادہ مشابہہ ہیں ۔لہذا ظاہر حدیث پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے ۔اس کا علم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دینا چاہیے ۔برزخی معاملہ کو جو کچھ ہم دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں ۔اس پر قیاس نہیں کرنا چاہیے ۔یہ غائب کو شاہد پر قیاس کرنے کے مترادف ہے ۔جو حد درجہ جہالت اور ظلم وزیادتی وگمراہی وکند ذہنی ہے ۔(مرعاۃ المفاتیح (1/690

1۔(١٥٢) صححہ النووي وابن القیم وحمزہ وحسنہ الالبانی صحیح ابی داؤد کتاب المناسک با زیارۃ القبور(٢١٤١) احمد(٢/٥٢٧)(10759) بتحقیق حمزۃ ریاض الصالحین برقم (١٤-٢) سنن الکبریٰ-٥/٢٤٥) للبیھقی عون المعبود شرح الحدیث ہذا وقال ابن حجر رواتہ ثقات کمافی عون

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ]

ج1ص295

محدث فتویٰ